کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کی تحقیق میں۔ قرض اور وہ دین جو طویل مدت تک مؤجل ہو، آیا وجوب زکاۃ سے مانع ہے یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں مفصل و مدلل جواب عنایت فرماویں۔

المستفتی
محمد سمیع اللہ ڈیروی
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴/

محمد سمیع اللہ ڈیروی

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

قرض شرعی اعتبار سے دین کی ایک قسم ہے، دینِ مؤجل یعنی وہ دین جسکی ادائیگی کیلئے ایک مدت مقرر ہو جس سے پہلے دائن مدیون سے ادائیگی کا شرعاً مطالبہ نہیں کرسکتا اس کے مانع زکوٰۃ ہونے کے بارے میں فقہاءِ حنفیہ کے مختلف اقوال ہیں، حضرت حکیم الامہ مولانا تھانوی قدس سرہ نے آخر میں راجح اس کو قرار دیا ہے کہ دینِ مؤجل مانع وجوبِ زکوٰۃ ہے یعنی اگر کسی کی ملکیت میں اموال زکوٰۃ بقدرِ نصاب موجود ہیں تو ان اموال سے اس دینِ مؤجل کو منہا کیا جائیگا اس کے منہا کرنے کے بعد باقی ماندہ مال اگر نصاب کے بقدر ہو تو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر نصاب کے بقدر مال نہ ہو تو اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، یہی حکم قرض کا بھی ہے۔

فی البحر: (۲/۳۵۷)

"قوله: وملك نصاب حولي فارغ عن الدين وحوائجه الاصلية تام ولو تقديراً ..... لان الدين يوجب نقصان الملك ولذا يأخذه الغريم اذا كان من جنس دينه من غير قضاء ولا رضاء، أطلقه فشمل الحال والمؤجل ولو صداق زوجته المؤجل الى الطلاق او الموت، وقيل ان كان الزوج على عزم الاداء منع والا فلا، لانه لا يعده ديناً كذا في غاية البيان، ونفقة المرأة إذا صارت ديناً على الزوج إما بالصلح او بالقضاء عليه ونفقة الأقارب اذا صارت ديناً عليه إما بالصلح او بالقضاء عليه يمنع كذا في معراج الدراية، وقيد نفقة الأقارب في البدائع بقيد آخر وهو قليل المدة فان المدة اذا كانت طويلة فانها تسقط ولا تصير ديناً وشمل كلامه كل دين."

فی النھر: (۱/۴۱۳)

"فارغ عن الدين لان المشغول بالحاجة الأصلية كالمعدوم. أراد به ماله مطالب من جهة العباد سواء كان حقاً لله تعالى كدين العشر والخراج وزكاة السائمة والتجارة لما أن للامام اخذها

(جاری)